اسلام میں نبوّت کا تصور

اور

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ

تقریر:

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

برموقع

جلسہ سالانہ: ۱۹۶۴ء

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام میں نبوت کا تصور

اور

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین و کان اللّٰہ بکل شئی علیماO (الاحزاب ۴۱)

انسان کی پیدائش کی علت غائی: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شناخت اور عبودیت کیلئے پیدا کیا ہے۔ یہی اس کی پیدائش کی علت غائی اور یہی اسکا مقصود ہے۔ انسان کی ساری طاقتیں اور وہ سب قویٰ جو اس کی فطرت میں ودیعت کئے گئے ہیں اور اس کی روح کا سارا شور اور جوش اسی خاطر ہے کہ وہ اپنے خدا کو شناخت کرے اور اس کی عبادت میں ایسا محو ہو کہ اپنی طاعت کے آئینہ میں اس محبوب حقیقی کا چہرہ دیکھ لے اور یہ بات ظاہر ہے کہ عبودیت کا مقام انسان کو اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کو کامل معرفت اور کامل یقین میسر نہ آجائے۔ ایسی معرفت اور ایسا یقین جس کے نتیجہ میں سفلی خیالات مرجاتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کی تجلیات اس طرح سے اس کی روح پر ظاہر ہوتی ہیں کہ اس کی عظمت کے خیال اور اسکے جلال کے تصور سے گناہ کا سارا میلان ختم ہوجاتا ہے۔ اور ناپاک خیالات اور گندی زیست کو وہ خدا کے خوف سے چھوڑ دیتا ہے اور اس کی محبت کے حصول میں نیکی اور تقویٰ کے میدان میں قدم آگے بڑھاتا ہے۔ یہ معرفت تامہ اور یہ یقین جو گناہ سوز ہوتا ہے محض عقلی تدبیروں اور دماغ کی کاوشوں سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ یہ یقین ان روحانی طاقتوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جو ظاہری حواس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے محض خداشناسی کی خاطر انسان کو دے رکھی ہیں یعنی دل کی آنکھوں کے ذریعہ جن سے انسان خدا کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور دل کے کانوں سے جن کیساتھ انسان خدا کا کلام سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟ یہ بہت سچی اور پکی بات ہے کہ یقین کامل جس کے بغیر انسان عبودیت کا سبق نہیں سیکھ سکتا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں صدق ورزی کا نمونہ نہیں دکھا سکتا، اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک وہ جو وراء الوراء ہے خود اپنی ہستی کو ظاہر نہ کرے اور خود انا الموجود کہہ کر اپنی ہستی اور ذات وصفات کا ثبوت نہ دے یہی وجہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا عبد بننے کیلئے پیدا کیا ہے وہاں اسے وہ استعداد بھی دی ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوسکتا ہے اور اس کا شیریں اور جان ڈالنے والا کلام سن سکتا ہے۔ یہ استعداد کمی اور بیشی کیساتھ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور ہر انسان کو اس کی استعداد کے مطابق اور اس صدق ورزی کے مطابق جو وہ خدا کی راہ میں دکھاتا ہے اور اس صفائی کے مطابق جو وہ اپنے دل میں پیدا کرتا ہے اس نعمت سے حصہ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کو اور کسی بھی زمانے کے انسان کو اس استعداد سے اور اس نعمت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے پانے سے جو اس کی ذات کی معرفت کاملہ کیلئے ضروری ہے محروم نہیں رکھا۔ ہر انسان اپنی اپنی استعداد کے موافق اس نعمت سے حصہ لے سکتا

ہے، لیتا ہے اور لیتا رہیگا۔ جب تک ایک بھی انسان دنیا میں موجود ہے اور ایک بھی روح ایسی ہے جو الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہنے پر آمادہ ہے۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہوسکتا کیونکہ اس رحیم ومہربان خدا کی شانِ کریمی سے بعید اور بہت بعید ہے کہ وہ اپنے بندوں کے دل میں اپنے پانے کی تڑپ تو رکھ دے اور ان کے سینوں میں اپنے عشق کی آگ تو لگا دے مگر وہ پانی جو اس آگ کو بجھا سکتا ہے آسمان سے نازل نہ کرے اور وہ ذریعہ جس سے عاشقانِ الٰہی تسلی پا سکتے ہیں اور یقین کی دولت سے حصہ لے سکتے ہیں وہ ذریعہ بند کردے۔ حضرت محی الدین صاحب ابنِ عربی نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر خدا کی باتیں اور اس کی طرف سے خبروں کا آنا بند ہوجائے تو اس کے عاشق کس طرح جی سکتے ہیں اور وہ غذا جس پر روح کی زندگی کا مدار ہے اسکے بغیر روحیں زندہ کس طرح رہ سکتی ہیں۔

روحانی کمال کے چار مدارج: غرض انسان کا روحانی کمال خدا تعالیٰ کی معرفت میں ہے اور اس کمال کے حصول کا ذریعہ خدا کی پاک وحی ہے۔ جس کے پانے کی استعداد اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں رکھی ہے بعض میں کم اور بعض میں زیادہ، اور ہر انسان جو اپنے نفس کی استعدادوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور اسے نفسانی خواہشات کی مٹی میں ملنے سے بچاتا ہے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس نعمت سے حصہ پا سکتا ہے۔

پھر جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمال کو حاصل کرنے والے چار قسموں میں منقسم ہوتے ہیں اور چار مراتب میں سے کوئی ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کرلیتے ہیں پہلا مرتبہ ان مراتب کمال میں سے صالحیت کا درجہ ہے جبکہ انسان محض اللہ اپنی طاقتوں کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور تقوی کی راہ پر قدم مارتا ہے تو اس ے صالحیت کا مقام حاصل ہوجاتا ہے، اس سے اوپر دوسرا درجہ شہیدیت کا ہے۔ جس میں انسان کی پاک صلاحیتیں اور بھی زیادہ اُجاگر ہوتی ہیں اور انسان اپنے نفس کی قربانی سے خدا تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کرلیتا ہے، اس سے اوپر صدیقیت کا مقام ہے، یہ ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی محبت میں حد درجہ صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں اور اس سے اوپر نبوت کا مقام ہے، یہ ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو فانی فی اللہ ہونے کے لحاظ سب سے اوپر اور سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور بحر توحید میں غرق ہوکر آسمانی اسرار اور الٰہی معارف کے موتی حاصل کرتے اور نوع انسان کو اس دولت سے متمتع کرتے ہیں۔

تحقیق کی رو سے سچا مذہب وہی ہوسکتا ہے جو یقین کامل پیدا کرکے انسان کو خدا کا چہرہ دکھا سکے اور انسان کی نجات کا ذریعہ بن کر اسے ان روحانی مراتب کے حصول کی راہ پر چلائے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کرکے ان کے دلوں کو پاک کرسکے اور اس بات میں کمال ان ہی کو حاصل ہوتا ہے جنہیں انوار و برکات نبوت سے کامل حصہ ملتا ہے اور اس قسم کی نجات کا دعویٰ صرف اسلام کو ہے اور یہی ایک سچا دین ہے کہ وہ انسانوں کو ان مراتب عُلیا تک پہنچا سکتا ہے جیسا کہ فرمایا: **بلٰی من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولاخوف عليهم ولو هم يحزنون ٥** (البقرۃ۱۳) گویا کہ اسلام کا لفظ ہی جو کامل نجات اور دیدار الٰہی پر دلالت کرتا ہے مستلزم ہے اس بات کو کہ ضرور اس کے پیروؤں میں ایسے لوگ ہوں جو انوار و برکات نبوت اپنے اندر رکھتے ہوں پھر ان میں سے جو کامل طور پر فنافی الرسولؐ کے مقام پر ہو وہ ظلی طور پر محمد اور احمد کا نام پاکر نبی کہلائے۔

انعامِ نبوت: جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ انعام جس کے حصول کے نتیجہ میں کوئی شخص نبی کہلاتا ہے اگرچہ کامل طور پر تو نبیوں ہی کو حاصل ہوتا ہے لیکن تھوڑا بہت حصہ اس نعمت کا اسلام کے سچے پیروؤں میں سے ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ لم استقامو اتتنزل علیهم الملئكة پس تمام مذاہب میں سے سچا دین اور زندہ مذہب صرف اسلام ہی ہے، کیونکہ یہی وہ مذہب ہے جو انسان کو سچی نجات کی راہ دکھاتا ہے اور ان مراتب عُلیا تک ان کی رہنمائی کرتا ہے، جن کا حصول اس کی پیدائش کی علت غائی ہے یہی ایک مذہب ہے جس کے ساتھ خدا کے زندہ نشانات ہیں اور یہی وہ شجرہ طیبہ ہے جو ہر زمانہ میں باذن الٰہی اپنے پھل دیتا ہے اور اس طرح اپنی زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں سے کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔

غرض انسان کا وہ عظیم الشان مقصد جس سے وہ گناہوں اور گندی زیست سے نجات پا سکتا ہے یہی ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی ذات وصفات پر اور اس کے وعدوں پر اور قیامت پر کامل یقین پیدا ہو اور یہ یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ خود اس کے سامان نہ کرے اور اپنے کلام کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت نہ دے۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ وہ دل ایک مردہ دل ہے اور وہ انسان حقیقت انسانیت سے کورا ہے جس کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ کے پانے کا شوق نہیں اور وہ دین بھی سچا دین نہیں اور وہ نبی بھی خدا کی طرف سے نہیں جو اپنے پیروؤں میں خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت کے پانے اور اس ورآءُ الوری ہستی سے ہمکلام ہونے کی تڑپ نہ پیدا کر دے اور پھر اس کے حصول کے ذرائع نہ دے پس کیونکر ممکن ہے کہ اسلام جو دین کامل ہے اور آنحضرت ﷺ جو اپنی فیض رسانی اور شفاعت میں سب سے کامل ہیں اپنے متبعین کے لیے اس نعمت کے حصول کی راہ بند کر دیں یہ ان ہی لوگوں کا خیال ہو سکتا ہے جن کے دل مردہ ہیں اور جنہوں نے اسلام کے سچے اور قدرتوں والے خدا کو شناخت نہیں کیا اور جو ہمارے سید ومولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے بلند مقام کا کچھ بھی ادراک نہیں رکھتے اور اپنی تنگ دلی اور اپنے دل کے بخل کو اس کامل انسان کی طرف منسوب کرتے ہیں جس کے متعلق خدا تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ **وما هو على الغيب بضنين** ٥ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ شفیع الوریٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے یہ راہ بند نہیں کی بلکہ آپ کی شفقت اور رحمت نے اور آپ کی شفاعت نے اس نعمت کے حصول کی راہ پہلے سے بڑھ کر کھول دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لیے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیا بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا، ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لیے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا سارا وجود محو نہ کرلے، ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت ﷺ کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

(حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۲۸)

یہی مضمون اس آیت میں بیان فرمایا ہے جو فرمایا کہ **من يطع الله والرسول فاولئک مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهدآء والصلحين وحسن اولئک رفيقا٥** (النساء: آیت ۷۰)

یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ اس نعمت قرب اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے دروازے اور معرفت تامہ اور کامل یقین حاصل کرنے کی راہیں اس امت پر بند نہیں بلکہ یہ امت آنحضرت ﷺ کے فیضان اور قوت قدسیہ کی مدد سے اس نعمت سے کامل حصہ پاتی ہے۔

نبوت کی حقیقت: اب رہا یہ سوال کہ نبوت ہے کیا چیز؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے اور اسلام نے جو نبوت کا تصور پیش کیا ہے اس کی رو سے کب اور کن معنوں میں اس لفظ کا اطلاق کسی انسان پر ہو سکتا ہے۔ یہ سوال نہایت اہم ہے اور اسی بات کے صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور خدا کے ماموروں کا انکار کر کے اپنے اوپر انہوں نے خدا کے فضلوں اور اسکے دین کی خدمت کی عزت پانے کے دروازے بند کر لئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جوں جوں زمانۂ نبوت سے دوری ہوتی جاتی ہے، انسانوں کے دلوں میں افسردگی اور خدائی نور کو دیکھنے کی صلاحیت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آخر کار انکے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور خدا کے نور کو پہچاننے اور اس کو شناخت کرنے کی اہلیت ان سے مفقود ہو جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ جو نہیں چاہتا کہ نبیوں کا لایا ہوا نور دنیا سے مٹ جائے اور اسکی شناخت کے ذریعہ سے انسان محروم ہو جائے، آسمان سے پانی نازل کر کے مردہ دلوں میں پھر زندگی پیدا کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا خدا کے نبی خدا کا نور ہوتے ہیں اور ان کے نور کو وہی شناخت کر سکتا ہے جس کے اندر کسی قدر وہی مادہ نورانیت کا پایا جاتا ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی سے وہی شخص فائدہ حاصل کر سکتا ہے جس کی آنکھوں کے اندر بینائی کا نور ہو۔ پس نبوت سے دوری کے نتیجہ میں انسانوں کے اندر نور پانے اور شناخت کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے اور وہ نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے نبوت کے متعلق عجیب عجیب تصور قائم کر لیتے ہیں اور اس بارہ میں ان کے اندر تضاد خیالی پیدا ہو جاتی ہے جو انہیں حق کے قبول سے محروم کر دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم ان انذر الناس و بشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم قال الکفرون ان ھذا لسحر مبین۝

(یونس: آیت ۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب بھی خدا کی طرف سے کوئی نبی آتا ہے تو اس وقت کے لوگوں کے دل حقیقت نبوت اور انوار نبوت سے اس حد تک دور ہو چکے ہوتے ہیں کہ نبوۃ کے اصلی نقوش اور اس کے خدوخال ان کے ذہن سے بکلی محو ہو جاتے ہیں اس لئے نبی کا دعویٰ انہیں عجیب اور اوپرا معلوم ہوتا ہے اور حد درجہ پست ہمت اور گناہوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے وہ یہ بات باور کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہوتے کہ کوئی شخص ان ہی میں سے ان کمالاتِ عالیہ تک پہنچ جائے کہ وہ وحی الٰہی کا مورد ہو اور خدا تعالیٰ اسے اپنے حکم سے اصلاح خلق کیلئے مبعوث فرمائے۔ ایک طرف تو یہ پست خیالی اور حقیقت سے دوری ہوتی ہے اور دوسری طرف وہ اس بات سے بھی غافل ہوتے ہیں کہ زمانہ کسی اصلاح کا متقاضی ہے اور اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ کسی ربانی مصلح کی ضرورت ہے۔

موجودہ تصور نبوت: چنانچہ موجودہ زمانہ میں مسلمان کہلانے والوں کے اندر بھی اسی قسم کے عجوبہ پسندی خیالات پیدا ہو گئے ہیں اور نبوۃ سے متعلق انہوں نے ایسا تصور قائم کر لیا ہے جو قرآن کریم کے بیان کردہ حقائق سے کسی طرح بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ ان کا تصور نبوت کے متعلق کچھ اس طرح ہو گیا ہے گویا کہ نبی کوئی مافوق البشریت حقیقت رکھتا ہے اور انسانی حالات اور حوائج سے بالا ہوتا ہے حالانکہ یہ سب تصورات غلط اور قرآنی تعلیم کیخلاف ہیں۔ چنانچہ سورۂ یونس کی مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ نبی انسانوں ہی میں سے ایک انسان ہوتا ہے جو اپنی پاک باطنی اور خدا کی راہوں میں فناء کی وجہ سے اس قابل ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے ظہور کا آلہ بن سکے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اپنے کلام سے مشرف فرما کر اپنے حکم سے اصلاح خلق کیلئے مبعوث فرماتا ہے پھر نبی کے متعلق یہ بھی ایک غلط خیال قائم کیا گیا ہے کہ وہ بالضرورت صاحب شریعت ہوتا ہے یا پہلی شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے اور

کسی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوتا مگر یہ بات بھی قرآن شریف کے رو سے نبوت کی حقیقت میں شامل نہیں قرآن کریم سے نبوت کی حقیقت صرف اس قدر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ فرماتا ہے اور اس پر غیب کی باتیں جو عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوتی ہیں بڑی کثرت سے کھولی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے نبی کا نام عطا فرما کر اصلاح خلق کیلئے مبعوث فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ آپ کے مخالف مسلمانوں کو جو دھوکا لگا ہے وہ اس بدقسمتی کی وجہ سے ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا تابع نہ ہو۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: ص ۱۳۸)

پس قرآن کریم پر غور کرنے سے نبی کو جو تصور قائم ہوتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ نبی خدا کے عاشقوں میں سے ایک نہات اعلیٰ درجہ کا یکرنگ عاشق ہوتا ہے جو خدا کی رضاء کی خاطر اپنی تمام مرضیات پر موت وارد کر لیتا ہے اور اس کے پیوند کی خاطر ہر ایک سے تعلق توڑ لیتا ہے اور ہر حال میں اور ہر وقت اسے اپنے مولیٰ کی رضا مطلوب ہوتی ہے وہ اس کی محبت میں فنا ہو کر اس کے حُسن کا مشاہدہ کرتا ہے اور بحرِ توحید میں غرق ہو کر اس پاک ذات کا عرفان حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اس پر اس طرح مستولی ہوتا ہے کہ اس کے آگے اسے ہر چیز بے حقیقت اور باطل نظر آتی ہے۔ اس کا خوف صرف اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہوتا ہے اور اس کی ساری لذات اسی پاک ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسکے دل کو خدا کے سوا کسی اور ذریعہ سے قرار حاصل نہیں ہوتا غرض ایک طرف تو ان میں اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع انسان کی ہمدردی اور ان کی بھلائی کا بھی ایک عشق انکے سینہ میں موج زن ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہی میں پڑا ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں سے مہجور نہیں دیکھ سکتے اور ان کی حالت پر انہیں اس قدر رحم آتا ہے کہ انکے فائدہ کی خاطر وہ مرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں اور ان کو ہدایت دینے کیلئے ان کی روح آستانۂ الوہیت پر گر کر پانی کی طرح بہنے لگتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ جو اپنے غناء کی وجہ سے کسی کی ضلالت یا ہدایت کی پرواہ نہیں کرتا مگر وہ ساتھ ہی رحیم بھی ہے اپنے ان پاک بندوں کی خاطر دنیا کی ہدایت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کی تضرعات کو بپایۂ قبولیت جگہ دیتا ہے اور ان کی زاری کو سنتا ہے اور انکی اس بیقراری کو دیکھ کر ان کی روح پر اپنی تجلی نازل کرتا ہے اور اپنی ذات کا کامل عرفان انہیں دیتا ہے اور اپنے کلام سے انہیں مشرف کر کے اپنے حکم سے انہیں اصلاح خلق کیلئے بھیجتا ہے اور چونکہ وہ راہِ وفا میں حد درجہ صدق قدم دکھاتے ہیں اور خارق عادت تبدیلی اپنے مولیٰ کیلئے پیدا کر لیتے ہیں اس لئے ان کا خدا ان کیلئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کیلئے نہیں کرتا اور ان کیلئے اپنی خاص تقدیر ظاہر کرتا ہے اور چونکہ انکی ذات درمیان نہیں رہتی اسلئے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی صفات کے ظہور کا آئینہ بناتا ہے اور اپنے نور میں سے انہیں نور دیتا ہے اور اپنے علم میں سے انہیں علم دیتا ہے اور ان کیلئے ایسے نشان دکھاتا ہے جن سے صاف طور پر نظر آ جاتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے اور اس کی معیت انہیں حاصل ہے وہ خدا کی مجسم قدرت ہوتے ہیں۔ ان کے دوستوں سے خدا دوستی کرتا ہے اور انکے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور انہیں ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ ہر ایک میدان میں خدا تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے اور چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اور اس کے حکموں کے آگے اپنے آپ کو ایک مردہ کی ڈال دیتے ہیں کہ گویا ان کی اپنی کوئی مرضی اور ارادہ نہیں اسلئے ان کا خدا جو حد درجہ وفادار اور بہت رحیم ہے وہ بھی انکی رضا جوئی کرتا ہے اور انکی دعاؤں کو سنتا اور انہیں بپایۂ قبولیت جگہ دیتا ہے اور انکے ہر غم سے انہیں نجات دیتا ہے اور انہیں آسمانی حقائق کو دیکھنے کیلئے وہ آنکھیں دیتا ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتیں اور الٰہی باتوں کے سننے کیلئے وہ کان عطا فرماتا ہے جو دوسروں کو نہیں دیئے جاتے اور ہر وقت اپنا لطیف اور شیریں اور جاں بخش کلام ان پر نازل کرتا ہے اور دقائق وحقائق شریعت ان پر کھولتا ہے اور معارف کے نہایت قیمتی موتی اور جواہر انہیں عطا کرتا ہے اور مصفّٰی غیب سے انہیں بکثرت حصہ دیتا ہے اور اپنی صفات کاملہ کا عرفان انہیں عطا کرتا ہے وہ آئینہ خدا نما ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تمام صفات ظلی طور پر ان میں منعکس ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا کامل رنگ ان میں پیدا ہو جاتا ہے اس لئے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے اخلاق اور اپنے حسن اور احسان کی

وجہ سے قابلِ محبت ہوتا ہے ان برگزیدہ لوگوں کی محبت بھی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے اور دل ایک طبعی شوق اور ایک فطری جوش کیساتھ ان کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز ہے وہ اپنی عزت میں سے ان کو عزت دیتا ہے وہ ظاہر ہے ان پاکبازوں کو اپنے ظہور سے حصہ دیتا ہے۔

قرآن کریم کی تصریحات: مختصراً یہ ہے وہ تصور جو قرآن کریم پر غور کرنے سے نبی اور نبوۃ کے متعلق حاصل ہوتا ہے اور یہی نبوت کی حقیقت ہے نہ وہ جو موجودہ زمانہ کے انسانوں کے ذہن میں پائی جاتی ہے۔ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب کا ذوق بخشا ہے اگر وہ قرآن کریم کی ایک ہی سورۃ، یعنی سورۃ الانبیاء پر غور کرے تو یہ تصور اور یہ حقیقت پوری وضاحت سے اس پر ظاہر ہو سکتی ہے۔ اسی مفہوم کو اجمالاً اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے، جو فرمایا کہ:

علم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداo الا من ارتضی من رسول۔ (سورہ الجن: ۲۷،۲۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین باتوں کو نبوۃ حقیقت میں شامل قرار دیا ہے:

اول یہ کہ انہیں کامل طور پر خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خدمت کیلئے اور اپنی صفات اور اپنی مرضیات کے ظہور کیلئے چن لیتا ہے اور اپنی ذات وصفات کیلئے گواہِ رویئت کے طور پر قرار دیتا ہے تا ان کے ذریعہ سے دنیا کو کامل معرفت اور کامل یقین حاصل ہو۔

دوئم یہ کہ انہیں اظہار علی الغیب عطا ہوتا ہے:

سوئم یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حکم سے اصلاح خلق کیلئے مبعوث کرتا اور نبی کا نام دیتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کا پیغام صحیح صحیح اسکی مخلوق تک پہنچا دیتے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ انہیں فرماتا ہے۔

پھر قرآن کریم کے ایک دوسرے موقعہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین o فمن امن و اصلح فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون o والذین کذبوا با یتنا یمسھم العذاب بما کانو یفسقونo

(سورہ الانعام :۴۹،۵۰)

یعنی جن کو ہم اپنی طرف سے رسول بنا کر کر مبعوث کرتے ہیں ان میں کوئی بات بجز اس کے نہیں ہوتی کہ وہ مبشر اور منذر ہوتے ہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ وہ خدا کی مجسم قدرت ہوتے ہیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت اور مالکیت یوم الدین اور خدا تعالیٰ کے ارادوں کا ظہور ہوتا ہے۔ غرض حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ اصل چیز نبوت و رسالت میں مبشرات ہیں باقی زوائد ہیں یعنی شریعت لانا یا بغیر توسط کسی دوسرے نبی کے نبوت کو حاصل کرنا ان امور کا نبوت کی حقیقت کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں جو یہ فرمایا کہ:-

لم تبق من النبوۃ الا المبشرات ۔ وہاں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ نبوت یعنی خدا سے خبر پانا اور اسکی مرضیات پر اس کے کلام کے ذریعہ مطلع ہونا اپنی اصل کے لحاظ سے باقی ہے البتہ بعض زوائد جو اسکے ساتھ پہلے نبیوں کو ملتے تھے وہ اب میری آمد سے ختم ہوگئے کیونکہ شریعت اپنے کمال کو پہنچ گئی اور خاتم النبین جو کمالاتِ روحانی کے حصول کا ذریعہ اور بابِ سلطانی کی چوکھٹ ہے، وہ ظاہر ہوگیا۔

ایک اور بات جو قرآن کریم سے نبوۃ کے متعلق ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کو خدا تعالیٰ غلبہ عطا فرماتا ہے اور دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی یہ ایک ایسی قوم ہے جو مر کر زندہ ہو جاتی ہے اور دنیا انہیں لاکھ مٹانا چاہے اور برباد کرنا چاہے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ بالآخر وہی غالب آتے ہیں اور ان کا مقصد ہی پورا ہوتا ہے۔ جو ان کا

گستاخی سے مقابلہ کرتا ہے وہ ٹکڑے کر دیا جاتا ہے اور جس پر وہ گرتے ہیں اسے ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں۔ ان کا چہرہ: خدا کا چہرہ اور ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور انکی مرضی خدا کی مرضی ہوتی ہے اور ان کی کوششیں اپنی عزت اور جلال کیلئے نہیں ہوتیں بلکہ اپنے قادر و مقتدر خدا کی تجلیات وہ دنیا پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور اسکی بادشاہی اور اسکی مالکیتِ یوم الدین کا ظہور ان کے مدنظر ہوتا ہے اس لئے ان کا مقابلہ کرنا خدا کا مقابلہ ہوتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ انکے لئے انتہائی غیرت دکھاتا ہے اور جو لوگ شوخی اور بیباکی سے باز نہیں آتے اللہ تعالیٰ کا قہر ان پر نازل ہوتا ہے اور اسکی غیرت انہیں ہمیشہ کی لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے العیاذ باللہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔

پس نبی کی صحیح تعریف اور نبوۃ کا صحیح تصور یہی ہے جو میں نے پیش کیا ہے اور بزرگان دین نے بھی نبوت کا یہی تصور لیا ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابنِ عربیؒ کا یہ فرمان جو "فتوحات مکیہ" میں لکھا ہے اس امر کو اچھی طرح سے واضح کر دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ نبوۃ سب سے بڑا مرتبہ اور سب سے بڑا کمال ہے جو ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کا لانا نبوت کی حقیقت میں شامل نہیں بلکہ ایک امر عارض ہے اور اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ عیسیٰؑ امت میں بغیر شریعت کے بطور حکم نازل ہونگے اور آپ کا نبی ہونا ایسی بات ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ (فتوحات مکیہ جلد اوّل، ص ۵۷۰)

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ: ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے پاک دل اور سلیم فطرت عطا فرمائی ہے جب نبوت کے اس مفہوم پر غور کرے گا تو اسے یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا کہ وہ امت جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے منہ سے خیر امت کا نام دیا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم ہمارے اس نبی پر سچے دل سے ایمان لاؤ گے اور تقویٰ کی راہ پر مضبوطی سے گامزن ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بڑھ کر انعام فرمائے گا جو اس نے پہلوں پر کیا اور تمہیں اپنی رحمت سے دہرا حصہ دیگا اور تمہیں وہ نور دے گا جسے تم اپنے ساتھ لئے لئے پھرو گے (سورۃ الحدید: ۲۸) وہ امت کبھی بھی ان انعامات سے اور ان مراتبِ کمال سے محروم نہیں ہو سکتی اور کوئی مسلمان جسے اللہ تعالیٰ نے پاک ضمیری سے کچھ بھی حصہ دیا ہے کبھی بھی یہ بات ماننے پر تیار نہیں ہوگا کہ وہ پاک انسان جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبین قرار دیا ہے اور جسکی ہمت، ہمدردی اور شفاعت سب نبیوں سے بڑھ کر ہے اپنی امت کو ان نعماء روحانی کے حصول سے محروم کر سکتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبین ہونا بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ آپ کے افاضۂ روحانی اور آپ کی مہر نبوت کی برکت سے آپ کی امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو آپ کی پیروی کے نتیجہ میں ظلی طور پر آپ کے کمالات کو حاصل کرنے والے اور آپ کے انوار کے وارث ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس امت میں ایسے ہزاروں اولیاء ہوئے ہیں جو انوار و برکات نبوت کے وارث تھے اگر وہ آنحضور ﷺ سے پہلے ہوتے تو ضرور نبی بنائے جاتے اور ایک وہ بھی ہوا ہے جو کامل طور پر آنحضرت ﷺ کا بروز ہونے کی وجہ سے اور آپؐ کے اسماء مبارکہ محمدؐ اور احمدؐ سے ظلی طور پر موسوم ہونے کی وجہ سے منصب نبوت پر فائز ہوا اور اس نے خدا کی کتاب میں خدا کے رسول کی زبان مبارک سے اور اس پاک وحی میں جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی نبی کا نام پایا مگر اسکی نبوت کوئی نئی نبوت نہیں جو اسے براہ راست بغیر آنحضور ﷺ کے فیضان اور توسط سے ملی ہو۔ اسی لئے وہ صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی کہلاتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوۃ آنحضرت ﷺ کی ظل ہے کہ نہ کہ اصل نبوت۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۱۵)۔

پھر فرماتے ہیں :- اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرتﷺ کی اتباع اور آپؐ کے ذریعہ سے ملا ہے (حقیقۃ الوحی، حاشیہ صفحہ ۱۵۰)۔

پھر حضورﷺ فرماتے ہیں :- نبی کے لفظ سے اس زمانہ کیلئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کیلئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرتﷺ پر ختم ہے اور آنحضرتﷺ کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اسے امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرتﷺ کی پیروی سے پایا ہے نہ براہ راست (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)۔

پس حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت کا دعویٰ ایسا نہیں گویا دین اسلام سے الگ ہو کر اور آنحضرتﷺ کے فیضان کا انکار کر کے کوئی دعویٰ نبوت کیا گیا ہو بلکہ یہ دعویٰ اسلام کی صداقت اور آنحضرتﷺ کے کمال کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا گیا۔

جیسا کہ حضور فرماتے ہیں :۔

> "لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرتﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ نبوت (یعنی مسیح موعود کی نبوت) آنحضرتﷺ کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرتﷺ کی سچائی دکھلائی جائے" (چشمۂ معرفت :ص ۳۲۵)۔

اس قسم کی نبوت کا عقیدہ قرآنی تعلیم کیخلاف نہیں اور قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں ایسا نبی بھی نہیں آسکتا جس کو قرآن شریف اور آنحضرتﷺ کی اتباع نے منصب نبوت پر فائز کیا ہو بلکہ یہ ساری امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اس قسم کا نبی امت میں بعد آنحضرتﷺ آسکتا ہے چنانچہ یہ مسلّمہ عقیدہ ساری امت کا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امت میں نازل ہونگے اور وہ نبی ہونگے۔ اگر اس قسم کا نبی بھی امت میں نہیں آسکتا تو پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ تعلیم دی کہ وہ روزانہ اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا کریں کہ اھدنا الصراط المستقیمo صراط الذین انعمت علیھم ۔ اگر یہ امت انعام نبوت سے جو سب سے بڑا روحانی انعام اور روحانی کمالات میں سے سب سے بڑا کمال ہے محروم کی گئی تھی اور اس قسم کے انعام کا حصول آنحضرتﷺ کی ختم نبوت کیخلاف تھا تو پھر کیوں اللہ تعالیٰ نے یہ سکھائی ؟ اور اس پر اتنی تاکید اور زور دیا ؟ کیا خدائے علیم وخبیر کو یہ معلوم نہ تھا کہ انعام نبوۃ کا حصول **"خاتم النبین"** کے معنوں کیخلاف ہے؟ تو پھر کیوں مطلق طور پر سارے انعاموں کے حصول کی جو پہلی امتوں کو ملے اور جن میں سے سب سے بڑا کمال، نبوت کا کمال تھا دعا سکھائی گئی اور یہ امید جو پوری ہونے والی نہیں تھی دلائی گئی کہ تمہیں وہ سارے کمال اور انعامات مل سکتے ہیں جو پہلی امتوں کو ملے؟ اور کیوں بطور سنت مستمرہ کے بیان کیا کہ اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا و من الناس ۔ (الحج :۷۶) کیا اللہ تعالیٰ کی سنتوں میں تبدیلی ممکن ہے اور کیا یصطفی کا لفظ جو مضارع کا صیغہ ہے جہاں حال کے معنی دیتا ہے وہیں آئندہ زمانوں کے متعلق خبر نہیں دیتا۔

اسی طرح سے قرآن کریم کی یہ آیت ہے جس میں صاف طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے بندوں پر کلام نازل کرنا اور انہیں حسب ضرورت منصب نبوت پر فائز کرنا سنت مستمرہ ہے جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور جو کسی ایک زمانہ پر موقوف نہیں جیسا کہ فرمایا:

رفیع الدّرجٰت ذو العرش ج یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق oیوم ھم بارزون ج لا یخفیٰ علی اللّٰہ منھم شئیء لمن الملك الیوم ط للہ الواحد القھارo (**المومن ۱۶،۱۷**)

آیت خاتم النبین اور مسئلہ ختم نبوت: پس قرآن کریم کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جاؤ اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملے گا جو اس عقیدہ کی تائید کرتا ہو کہ اب قیامت تک کوئی شخص امت محمدیہؐ میں سے نبیوں کی طرح مصفیٰ غیب اور مکالمہ مخاطبہ الہیہ کا شرف نہیں پا سکتا بلکہ اس کے خلاف جا بجا یہ تصریح ہے کہ یہ امت ان تمام کمالات کی وارث کی گئی ہے جو پہلی امتوں کو ملے اور صاف پیشگوئی ہے کہ اس امت میں سے وہ مسیح موعود آئے گا جو مسلمہ طور پر نبی اور رسول ہے اور خود یہ آیت جو ما کان محمد اباا حد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین ہے۔ آنحضرت ﷺ کے کمال تام اور کامل اِفاضہ اور کامل شفاعت کا یہ تقاضہ بتاتی ہے کہ آنحضور ﷺ کی پیروی اور آپؐ کی اتباع اور آپ کی مہر نبوت کی تاثیر کے نتیجہ میں آپؐ کا ایک امتی آپ کے کمالات کا وارث ہوسکتا ہے جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کا وارث ہوتا ہے۔ اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوة کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدیؐ کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کیلئے۔ اسلئے اس کا نام آسمان پر محمدؐ اور احمدؐ ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی گو بروزی طور پر۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں یعنی آپکی نرینہ اولاد کوئی نہیں مگر یہ امر آپ کے کمال کے منافی نہیں کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ساری امت کیلئے بمنزلہ باپ کے ہیں اور آپ کے امت پر وہ احسانات ہیں کہ انہوں نے جو خیر و برکت اور جو روحانی اور ایمانی وجود پایا ہے وہ آپ ہی کے فیضان کے نتیجہ میں پایا ہے اس لئے آپ گویا امت کے لئے ایسے ہیں جس طرح باپ ہوتا ہے اور آپ کی امت آپ سے اس سے بڑھ کر محبت کریگی جو ایک بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے بلکہ وہ اپنے ماں باپ اور اپنا سب کچھ آپ پر قربان کر کے ثابت کر دے گی کہ انہوں نے جو کچھ پایا آپ کے وسیلہ سے پایا اور اس کے علاوہ آپؐ نبیوں کی مہر بھی ہیں یعنی آپ کو وہ روحانی کمال اور ایسی دائمی فیض رساں زندگی اللہ تعالیٰ نے دی ہے کہ آپؐ کی کامل متابعت اور آپ کے عشق میں فنا ہو کر آپؐ کا ایک امتی کمال نبوت کو حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس کی یوں تشریح فرماتے ہیں:-

اللہ جلشانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبین ٹھہرا۔ یعنی آپکی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

اس آیت کا مفہوم سمجھتے وقت یہ بات مدنظر رہنی چاہیے کہ اس آیت کے پہلے حصہ سے آنحضرت ﷺ کی صداقت پر ایک اعتراض پیدا ہوتا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے آیت کے دوسرے حصہ سے دور کیا ہے اور وہ اعتراض یہ ہے کہ آنحضور ﷺ فداہ ابی وامی و نفسی و روحی کو آپ کے بد باطن دشمن ابتر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ چونکہ اس کی نرینہ اولاد کوئی نہیں اسلئے اس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اس کا نام مٹ جائیگا کیونکہ اس کے نام کا وارث اس کا بیٹا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں سورہ الکوثر نازل فرمائی اور فرمایا انا اعطینك الکوثر ○ فصل لربك و النحر ○ ان شانئك هو الابتر ○ یعنی تیرے دشمن

جھوٹے ہیں۔ ابتر تو نہیں بلکہ تیرے دشمن ہیں۔ تیرا نام نہیں مٹے گا بلکہ تیرے ان بدخواہوں کا نام ونشان اللہ تعالیٰ مٹا دے گا اور اس کا ثبوت یہ دیا کہ آپ کو کوثر عطا کیا گیا ہے یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ ہر نعمت میں کثرت دے گا اور سب سے بڑھ کر اپنا فضل آپ پر فرمائے گا اور ایسی اولاد آپ کو دے گا جو روحانی سیادت اور بہت خیر اپنے اندر رکھنے والی ہوگی۔ پھر اس کے بعد جب آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ متبنیٰ بنانے کی رسم جو عربوں میں رائج تھی اس کو ختم کریں کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں دخل اندازی ہے۔ کسی انسان کے کہنے سے کوئی کسی کا بیٹا نہیں بن جاتا۔ بیٹا بنانا اور بیٹا قرار دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ بھی حکم دیا کہ آپ اس بارہ میں عملی نمونہ پیش کریں اور زیدؓ بن حارثہ جو کہ آپ کے منہ بولے بیٹے تھے ان کی مطلقہ سے شادی کر لیں۔ اس پر آپ کے دشمنوں نے پھر وہی اعتراض شروع کر دیا اور پہلے سے بڑھ کر اس بات پر زور دیا کہ آنحضور ﷺ ابتر ہیں اور آپؐ کی پیشگوئی کہ آپؐ کا دشمن ابتر ثابت ہوگا آپؐ ابتر نہیں ثابت ہونگے وہ جھوٹی نکلی اور اس اعتراض کو انہوں نے اس شکل میں کیا کہ دیکھو یہ شخص جو خدا کا رسول بنتا ہے اس نے نعوذ باللہ ایک حرام کام کیا اور اپنی بہو سے شادی کر لی اور اگر کہو کہ وہ آپ کی بہو نہیں کیونکہ آپؐ کا تو بیٹا ہی کوئی نہیں تو پھر ہمارا دوسرا اعتراض ثابت ہو گیا کہ یہ ابتر ہے اور اس کی بات کہ ان شانئك هو الابتر نعوذ باللہ جھوٹی نکلی غرض یہ اعتراض تھا جو رسول اللہ ﷺ پر پڑتا تھا۔ اس کے پہلے حصہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں دیا کہ ما كان محمد ابا احد من رجالكم کہ محمد ﷺ کا تو کوئی جسمانی بیٹا ہی نہیں اس لئے بہو نہیں ہوسکتی ہے اور بہو سے شادی کا الزام غلط اور جھوٹ ہے اور اگر یہ کہو کہ جب بیٹا نہیں آیا تو پھر ابتر ہے اور ان شانئك هو الابتر خدا کا کلام نہیں تو اس کا جواب یوں دیا کہ ولكن رسول الله و خاتم النبين یعنی جسمانی بیٹے نہ ہونے کے باوجود تمہارا اعتراض جھوٹا ہے کیونکہ یہ خدا کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کثرت کا دیا تھا وہ کثرت اولاد پر بھی مشتمل تھا اور اسکی امت اس کیلئے بمنزلہ اولاد کے ہے۔ خدا تعالیٰ تمہارے نام مٹا دے گا تمہاری اولاد کو نیست و نابود کر دے گا یا انہیں محمدؐ کی غلامی میں دے کر اور اسکی روحانی اولاد بنا کر اس کے نام کو زندہ رکھنے اور اسکے کمال کو ظاہر کرنے کا ذریعہ بنا دے گا۔ پس ولكن رسول الله کہہ کر اللہ تعالیٰ نے انکے اعتراض کو ایک حد تک دور کیا تھا لیکن مکمل اعتراض پھر بھی دور نہیں ہوا تھا کیونکہ ان کا اعتراض محض اولاد کے متعلق نہ تھا بلکہ نرینہ اولاد کے متعلق تھا۔ آپ کی امت آپ کی اولاد ہونے کے باوجود اس اعتراض کو کلیۃ دور نہیں کر سکتی کیونکہ امت نبی کے مقابلہ میں عورتوں کے حکم پر ہوتی ہے جیسا کہ سورۂ تحریم سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ یہ اعتراض کلی طور پر تبھی دور ہوسکتا تھا جب آنحضرت ﷺ کو ایک ایسا روحانی بیٹا دیا جاتا جو کوثر کا مصداق ہوتا اور اپنے آقا اور روحانی باپؐ کے تمام کمالات کا وارث ہوتا پس اس پہلو ہی کو مکمل کرنے کیلئے رسول اللہ کیساتھ خاتم النبین کے الفاظ زائد کئے گئے لیکن افسوس ہے کہ اس کے معنی بالکل اس سے الٹ لے لئے گئے ہیں اور یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ نعوذ باللہ لكن کا لفظ اللہ تعالیٰ نے غلطی سے لگا دیا ورنہ مراد کسی اعتراض کو دور کرنا نہیں تھا بلکہ اعتراض پختہ کرنا تھا۔ یعنی دشمنوں نے تو صرف یہ اعتراض کیا تھا کہ آپؐ کا جسمانی وارث کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس پر یہ بھی زیادتی کر دی کہ صرف جسمانی وارث ہی نہیں بلکہ روحانی وارث بھی کوئی نہیں کیونکہ باوجود اس کے کہ یہ رسول ہے، رسولوں کی جنس اس سے آگے نہیں چلے گی جس طرح صاحب اولاد سے آگے جنس چلتی ہے بلکہ یہ آخری نبی ہے اور جسمانی طور پر ہی لاولد نہیں نعوذ باللہ روحانی طور پر بھی لاولد ہے۔ اے مسلمانوں کی اولاد کہلانے والو! کچھ خدا کا خوف کرو اور ایسی بات منہ پر نہ لاؤ جو خدا کے غضب کو بھڑکانے والی اور اس کے حبیبؐ کی شان میں گستاخی ہے۔ بھلا یہ بتاؤ کہ اگر خاتم النبین کے یہی معنی ہیں کہ اس سے آگے کوئی رسول پیدا نہیں ہوگا تو کیا آپ صاحب اولاد ثابت ہوئے۔ خدا کے کلام میں ما كان محمد ابا احد من رجالكم نے آنحضرت ﷺ کا جسمانی لحاظ سے لاولد ہونا ثابت کیا اور خاتم النبین کی یہ تشریح کر کے آپ نے آنحضرت ﷺ کا روحانی طور پر لاوارث ہونا ثابت کرنا چاہا۔ پس اگر یہ صحیح ہے تو پھر وہ کس کا کلام ہے کہ ان شانئك هو الابتر اور اس کی صداقت کس طرح ثابت ہوسکتی ہے؟ افسوس ان پر جنہوں نے اپنی بات رکھنے کیلئے اور خدا کے مسیحؑ کی مخالفت میں اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ اس کی تکذیب میں کہیں وہ قرآن کریم کی تکذیب تو نہیں کر رہے۔ آخر اس بات کے سمجھنے میں کیا مشکل ہے کہ صاحب اولاد اسی کو کہتے

ہیں جس سے اسکی نوع آگے چلے اور آنحضرت ﷺ روحانی طور پر جس نوع سے تعلق رکھتے تھے وہ نبی اور رسول ہے۔ پس اگر آپ کے فیض سے کوئی نبی نہیں بن سکتا تو یہ ثابت ہوا کہ آپ کی روحانی نوع آپ کے بعد آپ کے ذریعہ نہیں چلی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ آپ روحانی لحاظ سے بھی کسی بیٹے کے باپ نہ تھے جس طرح جسمانی لحاظ سے کسی بیٹے کے باپ نہ تھے اور یہ معنی باطل ہیں اور ان شانئك هو الابتر ٥ کی آیت اس خیال کو جھوٹا قرار دیتی ہے اور شیطانی خیال قرار دے کر اسے دھکے دیتی ہے۔

خاتم النبین کے معنے : پس خاتم النبین کے معنی وہ نہیں جو عام طور پر مسلمانوں نے سمجھ رکھے ہیں بلکہ خاتم النبین کے معنی **اوّل** تو نبیوں کی مہر کے ہیں یعنی ایسا کامل اور بے نظیر رسول جو اپنے افاضہ میں اتنا کامل ہے کہ اپنی تربیت میں لے کر کسی انسان کو روحانی کمالات کی انتہا تک پہنچا سکتا ہے اور مقام نبوت کے قابل اور اسکا اہل بنا سکتا ہے اور ایسا سخی اور جواد کہ اس سے کچھ مانگو اس کی عطا میں کمی نہیں آتی اور **دوسرے** معنی جو اس کے ساتھ لازم ہیں وہ یہ ہیں کہ ایسا نبی جس پر کمالات نبوۃ ختم ہو گئے کیونکہ خاتم النبین وہی ہو سکتا ہے جس پر کمالات نبوۃ ختم ہوں اور نبی کا سب سے بڑا کمال اس کے فیضان اور جود وسخا کا کمال ہے اور یہ ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ کرنے والا اپنے کمالات کا نمونہ اپنی امت میں پیدا کر کے نہ دکھائے یعنی اس کی فیض رسانی اور روحانی توجہ کے نتیجے میں کوئی ایسا کامل وجود امت میں پیدا نہ ہو جو جمیع کمالات نبوت کا وارث ہو۔

اور **تیسرے** معنی جو اس آیت کے ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایسا نبی جس کے بعد کسی نئی شریعت اور نئے طریق کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا کمال تبھی ثابت ہو سکتا ہے جبکہ اسکی شریعت کامل ہو۔ پس اس کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ رہی اور اس کا کمال تب ہو سکتا ہے جبکہ وہ اپنی ذاتی فیض رسانی میں کامل ہو پس مستقل نبوت کی ضرورت نہ رہی کیونکہ اس کی تربیت اور اس کی توجہات روحانی ایسی کامل ہیں کہ وہ انسان کو نبوۃ کے مقام تک پہنچا سکتی ہیں خاتم النبین کے یہی تین معنے ہیں مگر اصلی اور حقیقی معنے پہلے ہی ہیں اور یہی معنے ایسے ہیں جن سے خدا کے کلام اور خدا کے رسول کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصریحات: حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے اس کمال کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود وسلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر

آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں"۔ (حقیقۃ الوحی)

پھر ایک دوسرے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں فرماتے ہیں:۔

"روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ...... نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے اس کے ہم مرتبہ نہ کوئی اور رسول نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا"۔ (کشتی نوحؑ)

پھر اس اعتراض کے جواب میں کہ اگر خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے فیض تربیت سے انسان تمام کمالات روحانیہ کو حاصل کر سکتا ہے تو پھر امت میں صرف ایک ہی شخص کو نبوۃ کیوں دی گئی؟ چاہیئے تھا کہ بہت سے نبی پیدا ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی ہزاروں بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے اور ہزاروں کو انوار نبوت کا حصہ عطا ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء رکھا گیا تھا اس لیے خدا نے نہ چاہا کہ کسی دوسرے کو بھی یہ نام دے کر آپ کی کسر شان کی جاوے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہزار ہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا اور نبوت کے آثار اور برکات ان کے اندر موجزن تھے مگر صرف شان نبوت آنحضرتؐ اور سد باب نبوت کی خاطر ان کو اس نام سے ظاہراً ملقب نہ کیا گیا مگر دوسری طرف چونکہ آنحضرتﷺ کے فیوض اور روحانی برکات کا دروازہ بھی بند نہ کیا گیا تھا۔ اور نبوۃ کے انوار جاری بھی تھے جیسا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے نکلتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مہر اور اذن سے اور آپ کے نور سے نور نبوت جاری بھی ہے...... یہ بھی ضروری تھا کہ اسے ظاہراً بھی شائع کیا جائے....... اس طرح دونوں امور کا لحاظ نہایت حکمت اور کمال لطافت سے رکھ لیا گیا....... تیرہ سو برس تک نبوۃ کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوۃ کی عظمت کے پاس سے نہ کیا اور اس کے بعد اب مدت دراز گزرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس پر پختہ ہو گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم الانبیا ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جاوے تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا اس واسطے اب نبوۃ کا لفظ مسیح موعود کے لیے ظاہراً بھی بول دیا"۔ (الحکم ۱۷/اپریل ۱۹۰۳۔ شان رسول عربی۔ صفحہ ۳۲۶)

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مقام حاصل کرنے کے لیئے اس سے بڑھ کر کمال کی ضرورت ہے جتنی کہ پہلے ہوتی تھی کیونکہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت پر ختم ہو گئی اور اب وہی شخص نبی ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور حسن محمدی کو اپنے آئینہ وجود میں نہایت صفائی سے دکھانے والا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہو کر بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام محمد اور احمد کا وارث ہو اور تمام صفات محمدیہ کا حامل ہو۔ پس چونکہ اس پائے کا انسان اب تک وہی ہوا ہے جسے خدا نے مسیح موعود قرار دیا اس لیے منصب نبوت پر فائز ہونے کا حقدار بھی وہی قرار پایا ورنہ یوں تو پہلے نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض سے اور آپ ہی کی مہر نبوت کے اثر سے نبوت حاصل کرتے تھے کیونکہ آپؐ کا خاتم النبیین ہونا کوئی نیا نہیں کہ تیرہ سو سال سے ہو بلکہ آپ آدم کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم النبیین تھے پس آپ سے پہلے جو انبیاء آئے وہ بھی آپؐ ہی کی فیض رسانی اور نور محمدی ہی کی وجہ سے اس مقام بلند تک پہنچے مگر وہ پہلے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات کے ظل تھے اور مسیح موعود آنحضرت صلعم

کی کل صفات کا ظل ہے اور اب حضور صلعم کے ظہور کے بعد وہی شخص نبی کہلا سکتا ہے جو کہ کامل طور پر حضور صلعم کا بروز ہو۔ آپ کی بعض صفات کے حامل اور ناقص بروز اس نام کے حقدار نہیں ہو سکتے کیونکہ اب کوئی نئی نبوت نہیں آ سکتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت ہے جو تا قیامت رہے گی اور شاہ کونین ہی کا سکہ اور حکومت ہے جس کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اور یہ جو حدیث میں انی اخر الانبیاء اور لا نبی بعدی آتا ہے اس کے معنے جیسا کہ پہلے بزرگ اور ربانی علماء اس کی تشریح کرتے آئے ہیں صرف اس قدر ہیں کہ آپ سے علیحدہ ہو کر اور آپ کے طریق کو چھوڑ کر کوئی شخص انوار نبوت سے حصہ نہیں لے سکتا صرف وہی شخص نبوت کا انعام پا سکتا ہے جو آپ کا ہو آپ میں سے ہو اور آپ کے ورثہ کے طور پر اس دولت کو پائے۔ گویا کہ یہاں پر بعدی درحقیقت غیری کے معنوں میں ہے گویا ان الفاظ میں دراصل اس بات کا اعلان ہے کہ تمام نبوتیں ہمارے حضور صلعم کے وجود میں ختم ہو گئی ہیں اور ہمیشہ کے لیے آپ ہی کی حکومت مقرر کر دی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکی ہیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہؐ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لیے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے کیونکہ جس چیز کے لیے ایک آغاز ہے اس کے لیے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور س کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعیء حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے اور جبکہ مکالمہ مخاطہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوۃ کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے......... پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہؐ ہی سے ہے جو ایک پیرائیہ جدید میں جلوہ گر ہوئی"۔

(الوصیۃ۔ صفحہ ۱۳)

یہ ہیں معنی آخر الانبیاء اور لا نبی بعدی کے اور اس کی تشریح اور وضاحت خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے فرما دی ہے کہ جہاں آخر الانبیاء فرمایا وہیں مسجدی ھذا آخر المساجد بھی ارشاد ہوا اور جہاں لا نبی بعدی کا اعلان کیا وہیں اپنے فرزند حضرت ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ لو عاش لکان صدیقا نبیا۔ اب آنحضور صلعم کی اس تشریح کے بعد جو شخص اپنی بات پر اصرار کرتا ہے اور خدا کے رسول کے فیصلہ کو دل کی خوشی کے ساتھ قبول نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حضور جواب وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سارا روحانی وجود اپنے مطاع اپنے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صل اللہ علیہ وسلم کا رہین منت اور اس میں سے نکلا ہے جس طرح بیٹے کا وجود باپ سے ظہور پاتا ہے اور آپ کو جو عظیم الشان روحانی زندگی ملی وہ اسی بزرگ نبی کی صفت احیاء کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو اس لئے مبعوث کیا تا دنیا کو دکھائے کہ خدائی صفات کا کامل مظہر اور صفت احیاءِ موتیٰ کا ظاہر کرنے والا یہی پاک نبی ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ "خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیا ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنا گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہو"۔ (کشتی

نوحؑ۔ صفحہ ۳۴)

پس اگر چہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور خدا نے آپ کو احیاءِ دین اور غلبۂ اسلام کے لئے مقام نبوت پر سرفراز فرما کر معبوث کیا مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے اور جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں: -

"ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کیساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی........ کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا ہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

نبوّۃ جو ہر لحاظ سے اور ہر جہت سے کامل اور اپنے کمال میں چودھویں رات کے چاند کی شکل سے مشابہت رکھتی ہے صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے نبی کا مقام خالق اور مخلوق کے درمیان برزخ کے طور پر واقعہ ہے اور یہ مقام قاب قوسین کا مقام ہے جو اپنی کامل حقیقت کے لحاظ سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور باقی انبیاء صرف ظلّی طور پر اس میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں اسی (خدا) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوۃ کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں ہوسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو"۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

حضرت مسیح موعود آنحضرت ﷺ کے غلام ہیں: ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کوئی دعویٰ بجز غلامی کے نہیں۔ آپ نبی ہیں مگر یہ کمال آپ کا ذاتی نہیں بلکہ آنحضوﷺ ہی کا کمال ہے اور یہ تعریف آپ کی نہیں بلکہ آپکے آقا کی تعریف ہے اور آپ کو اس لیے بھیجا گیا۔ کہ اسلامی صداقتوں کو آسمانی نشانوں کے ذریعہ نئے سرے سے قائم کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال تام اور کمال تام اور کامل فیض رساں زندگی کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ فرماتے ہیں:-

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوۃ رکھتا ہوں اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔" (تتمۃ حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۶۸)

اسی امر پر زور دینے کے لئے حضور اپنی جماعت کو بطور نصیحت فرماتے ہیں:۔

ہمیشہ شیاطین کی راہ زنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پھیلانا چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے......... ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۱۰۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی دعویٰ آنحضرت ﷺ کے بالمقابل نہیں۔ صرف اور صرف غلامی اور فرزندی کا دعویٰ ہے کیونکہ آپ نے جو کچھ پایا اسی پیارے نبیؐ کے فیض سے پایا اور فرزندوں کی طرح اسکے وارث ہوئے، اس کے نام کے وارث، اسکے خلق کے وارث اسکے علم کے وارث، اس کی روحانیت کے وارث اور آپؑ نے عشق رسولؐ میں مٹ کر فنا ہو کر ہر پہلو سے اسی حبیبِ کبریا اسی شفیع الورا کی تصویر ہمیں دکھائی۔ آپ کا سب سے بڑا دعویٰ جو میرے دل کو پورے شوق کیساتھ آپ کی طرف کھینچتا ہے ابن رسول ہونے کا دعویٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی پاک وحی میں آپ کو مخاطب ہو کر کہا گیا انی معك یابن رسول اللہ اور جو خدا کے رسول کا ہے اور اس کے نور سے نکلا ہے اور اس کا روحانی بیٹا ہے ہم کیونکر اس کو رد کر سکتے ہیں یا اسکا انکار کر کے کیونکر اپنے ایمان کو سلامت رکھ سکتے ہیں؟

رسول ﷺ کی محبت اور آپ کا عشق ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم سارے دل کے ساتھ اس کے ہو جائیں اور جو رسول ﷺ کے نوروں کو ظاہر کرنے کیلئے خدا کی طرف سے آیا اور جس نے ہمیں محمدیؐ حسن کا نظارہ کروا دیا۔ پس اصل دعویٰ بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کا رسول ﷺ کی فرزندی کا ہے اور باقی سب دعاوی اسی کے تحت اور اسی دعوے کے نتیجہ کے طور پر ہیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ کے نوروں کا وارث بنا کر اور مسیح اور مہدی کا نام دے کر اس چودھویں صدی کے سر پر رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق دین اسلام کی تائید اور تجدید کیلئے مبعوث کیا تا کہ اس زمانہ میں جو ایمان کیلئے حد درجہ مہلک اور قسم قسم کے فتنوں کی وجہ سے ایک انتہائی پُر آشوب زمانہ ہے جس میں سارے شیطانی لشکروں اور ساری ظلمتوں نے مل کر خدا کے نور کو بجھانے کیلئے اجتماع کیا ہے دنیا پر قرآن کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کی عظمت ظاہر کریں اور تا پھر ایک بار خدائے بزرگ و برتر کے جلال کو اور اسکی حکومت کو اور اسکی عزت کو اور اسکی سچی توحید کو اسی شان کیساتھ قائم فرمائیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت اولیٰ میں کیا گیا۔ یہ وہ خدا کا مقصد اور یہ وہ خدائی ارادہ ہے جس کی خاطر آپ بھیجے گئے کون ہے جو خدا کے ارادے کو پورا ہونے سے روک سکے۔ یہ مقصد بہر حال پورا ہو کر رہیگا اور دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی خدا کے اس ارادہ کو پورا ہونے سے نہیں روک سکتیں۔ حق اپنی پوری شان کیساتھ جلوہ فرمائے گا اور باطل کا لشکر اپنی ساری نحوستوں کیساتھ بھاگ جائیگا ان شاء اللہ! حضرت مسیح موعودؑ۔ فرماتے ہیں:۔

مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے، مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے، مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں اور مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اسکی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے، میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر دعاؤں کے قبول ہونے

میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں، اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کیساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ (اربعین نمبر اوّل صفحہ ۳، ایڈیشن اوّل)

پھر حضور اللہ تعالیٰ سے علم پا کر فرماتے ہیں:

قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کی خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہیگا اور نہ کوئی مصنوعی خدا، اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے، نہ کسی بندوق سے، بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے، تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔ (تذکرہ۔ صفحہ ۲۸۸)

☆☆☆